نظم دنیادارالمکافات

سوال: نظیر اکبر آبادی نے اپنی نظم "دنیادارالمکافات" میں انسان کے عمل کو تصوف اور فلسفیانہ رنگ سے دکھانے کی کوشش کی ہے نظم کے حوالے سے تبصرہ کیجئے۔

جواب: نظیر اکبر آبادی جو اپنے مخصوص انداز فکر اور سادگی سے زندگی کے گہرے مشاہدات کا نچوڑ پیش کرتے ہیں کبھی اخلاقی بنیاد پر نصیحت کا انداز اپناتے ہیں اور کبھی بندوں کو اپنے اعمال کو روشنی میں صحیح طرز زندگی کی ترغیب دیتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔

نظم "دارالمکافات" بھی ایسے ہی دلچسپ و دلکش انداز کے ساتھ ہمیں ہمارے ہی اعمال کے نتائج سے باخبر کرنے کے لیئے لکھی گئی ہے۔ یہ بات واضح طور پر مشاہدے میں آئی ہے کہ آپ کسی کے ساتھ ساتھ اچھا کریں تو اسکا بدلہ کبھی بُرا نہیں ملے گا اور برائی کریں تو اسکا بدلہ برا ہی ملے گا یعنی یہاں وہ محاورہ صادر آتا ہے۔ "جیسی کرنی ویسی بھرنی" دوسروں کیلیئے زندگی میں کانٹے بچھانے والے کبھی پھولوں کی سیج پر نہیں ہوسکتے۔

ہر بند میں ایک مخصوص شعر کی تکرار بھی نظر آتی ہے نظیر آکبر آبادی "دارالمکافات" جیسا کہ اس نظم کا عنوان ہے کہ جس طرح ایک ہاتھ سے سودا دیا جاتا ہے اور دوسرے ہاتھ سے اس کی رقم ادا کردی جاتی ہے بالکل یہی اعمال کا حساب ہے یعنی ابھی کوئی قیامت نہیں آرہی ہے اس میں ابھی وقت ہے ہمیں اپنے اعمال کے بارے میں غور و فکر کرلینا چاہیے اپنی خوش نصیبیوں پر اترانا اور غرور کرنا یا دوسرے کو اسکی کمزوریوں کی نشاندہی کرنا، اخلاقی کمزوری ہی نہیں اللہ کے نزدیک بھی ناپسندیدہ حرکت ہے۔

اکبر آبادی نے فلسفہ بیان کرتے ہوئے اس کائنات کا جائزہ لیا ہے کہ ہر شخص فطری طور پر علیحدہ طبیعت کا مالک ہے بعض لوگوں میں شوخی و شرارت کے ساتھ چھوٹ اور فریب بھی پایا جاتا ہے اور کبھی اپنے کئے پر ندامت بھی اُٹھانی پڑتی ہے کیونکہ رتی رتی کا حساب اسی دنیا میں ہی مل جاتا ہے۔

شاعر دراصل کائنات کے ازلی قانون بتا رہا ہے کہ جو دوسروں کو خوش آباد رکھتے ہیں وہ خود بھی سدا خوش ہوتے ہیں اور رہتے ہیں لیکن دوسروں کا نقصان سوچنے والے کبھی خود فائدے میں نہیں رہ سکے شاعر مختلف اداز سے اور مختلف الفاظ و بیان کے ساتھ اسی بات پر اصرار کرتے ہیں کہ دنیا میں اللہ تعالیٰ ہمارا اسی طرح حساب کتاب کر دیتے ہیں کہ ہمیں انازہ ہی نہیں ہو پاتا کہ جو کچھ آج ہم کر رہے ہیں اُسکی جزا و سزا اُسک صلہ ساتھ کے ساتھ مل جاتا ہے اس دنیا میں زندگی گزارنا آسان کام نہیں ہے اسکی مثال دریا کی ان لہروں کی طرح ہے جو کسی وقت بے حد خوفناک ہو جاتی ہیں اور یہ دریا کا وسط حصہ یہاں سے کشتی کو ساحل پر لگانا آسان کام نہیں۔

اس لیئے کشتی پر زیادہ بوجھ دالنا ٹھیک نہیں ہے اسی طرح نیک و بداعمالیوں کی گھڑی زندگی کی نیا پار بھی لگا سکتی ہے اور دوبنے میں بھی دیر نہیں لگتی ہے۔اکبر آبادی اپنے تصوف آمیز خیالات کو یوں بڑھاتے ہیں کہ دوسروں کی تعریف کرنے والے خود بھی اچھے ہوتے ہیں اور بدلے میں انہیں تعریف ہی ملتی ہے دوسروں کی مہمان نوازی سے سرفراز کیا جات ہے دوسروں کو دھوکہ دینے اور جال میں پھنسانے ولاے کبھی نہ کبھی کسی اور کے فریب کا شکار ہو جاتے ہیں دوسروں کے راز کی پردہ پوشی کرنے والوں کی بھی اللہ اسی طرح پردہ پوشی کرتا ہے۔

دوسروں پر تہمت لگانے والے اس عذاب سے بچتے نہیں ہے ان کے کرتوتوں کی وجہ سے ان پر بھی لوگ اسی طرح انگشت نمائی کرتے ہیں یہی حال اُن لوگوں کا ہو گا جو مخلوق خدا پر مہربانی

کرتے ہیں اور بدلے میں اللہ اُن پر مہربانی کرتا ہے رحم کرنے والا رحم کا مستحق ہے اور کام کرنے ولا کام۔

"کر مہربانی اہل زمیں پر
خدا مہر بان ہوگا عرش بریں پر"

دراصل یہی مکافات عمل ہے کہ زندگی میں دوسروں کے نقصان کی پرواہ کرتے ہوئے صرف اپنے نفع کی خاطر کام کرنے والوں کو پھر آگاہ کر رہے ہیں کہ ایس اکرنا اپنے حق میں کانٹے بونے کے مترادف ہے زندگی بھر ڈر ڈر کر عمل کرنے کی تلقین کی گئی کہ کہیں دوسروں کے ساتھ زیادتی نہ ہو جائے کیونکہ دوسروں کو غمناک رکھنے والے بھی کبھی خودشاد نہیں رہ سکتے غفلت میں وقت کاٹنے والے اگر عقل و شعور سے کام نہیں لیں گے تو پچھتاوا اور مایوسی ان کی زندگی کو آسانی سے نہیں بچاسکیں گے۔

دنیا کو دارالمکات سمجھنے والے انکساری اور عاجزی اپنی زندگی کا حصہ بنالیتے ہیں غرور اور گھمنڈ کی قوتیں چکنا چور ہو جاتی ہیں اور ان کے لیے اسکے بدلے میں صرف تباہی اور رسوائی کے سوا کچھ ہاتھ نہیں آتا کیونکہ انسانوں کے اعمال کے بدلے میں اللہ تعالیٰ کسیکو عبرت کا نشان او عبرت کا نشان اور کسی کی زندگی کو قابل شکست بنا کر دنیا کے سامنے پیش کرتا ہے

"کلجگ نہیں کر جگ ہے یہ یاں دن کو دے اور رات لے
کیا خوب سودا نقد ہے اس ہاتھ دے اُس ہاتھ لے "